نفاذ اسلام کی جدوجہد اور دینی قوتوں کی دفاعی پوزیشن

ورلڈ اسلامک فورم کے چیئرمین مولانا زاہد الراشدی نے روزنامہ نوائے وقت کی طرف سے گزشتہ دنوں موصول ہونے والے سوالات کے مفصل جوابات دیے جو قارئین کی خدمت میں پیش کیے جا رہے ہیں۔ (ادارہ)

ورلڈ اسلامک فورم کے چیئرمین اور معروف عالم دین مولانا زاہد الراشدی لندن میں طویل قیام کے بعد گزشتہ دنوں وطن واپس لوٹ آئے۔

گزشتہ ایک سال سے وہ لندن میں مقیم تھے جمعیت کے عہدہ سے مستعفی ہو کر سیاسی سرگرمیوں سے انہوں نے لاتعلقی سی اپنائے رکھی البتہ یورپی ممالک میں مسلمانوں کی حالت اور مسلم ممالک کے ساتھ ان ممالک کے رویہ کے پیش نظر بالخصوص ابلاغ عامہ میں مسلم مخالف پراپیگنڈہ کا جواب دینے کے لیئے انہوں نے ورلڈ اسلامک فورم کی بنیاد رکھی جس نے گزشتہ چند ماہ کے عرصہ میں مغربی ممالک میں مسلمانوں کو نظریاتی اور دینی پلیٹ فارم پر متحد رکھنے کے لئے اپنے کام کا آغاز کر دیا ہے۔ گوجرانوالہ میں ان کی طویل غیر حاضری کے بعد روزنامہ نوائے وقت نے ان کو اظہار خیال کی دعوت دی جو قارئین کے لئے پیش خدمت ہے۔ وطن عزیز کے سیاسی ماحول میں آجکل صدارتی انتخابات اور آٹھویں آئینی ترمیم کا بہت چرچا ہے اس مسئلہ پر مولانا زاہد الراشدی نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا "جہاں تک صدر اور وزیراعظم کے اختیارات کا تعلق ہے جمہوری عمل کے استحکام کے لئے دونوں کے اختیارات میں توازن ضروری ہے۔ لیکن آٹھویں ترمیم کے خاتمہ اور گزشتہ پوزیشن کی بحالی سے یہ توازن قائم نہیں ہو گا بلکہ الٹ جائے گا۔ کیونکہ اس سے صدر بالکل بے اختیار ہو کر رہ جائے گا۔ جو بہرحال توازن نہیں کہلا سکتا اس لئے اگر مقصد اختیارات میں توازن کا قیام ہے تو یہ آٹھویں ترمیم کے خاتمہ سے حاصل نہیں ہو گا۔ بلکہ عدم توازن اور اس کے نتیجہ میں کشمکش کی فضا اس کے بعد بھی بدستور قائم رہے گی۔ البتہ ایک نئے ترمیمی بل کے ذریعہ یہ مقصد حاصل کیا جاسکتا ہے اور اس کے لئے وہی راستہ موزوں رہے گا مگر جہاں تک میں سمجھتا ہوں آٹھویں ترمیم کے خلاف مہم کا اصل مقصد یہ نہیں ہے بلکہ اس مسئلہ کو صرف لیبل کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے جبکہ اس مہم کی

اصل غرض آٹھویں ترمیم کے خاتمہ کے ذریعہ اسلامائزیشن کے عمل کو ریورس گیئر لگانا اور اس سلسلہ کے چند بنیادی اقدامات سے چھٹکارا حاصل کرنا ہے جن میں قرار داد مقاصد کو آئین کا واجب العمل حصہ قرار دینے کا فیصلہ' وفاقی شرعی عدالت کا قیام اور امتناع قادیانیت کا آرڈیننس بطور خاص قابل ذکر ہیں یہ وہ امور ہیں جو پاکستان کے لئے امریکی امداد کی بحالی کی شرائط میں شامل ہیں اور وزیر اعظم اور قائد حزب اختلاف کے درمیان گزشتہ دنوں ہونے والے سمجھوتے کی بنیاد بھی اسلامائزیشن کے سلسلہ میں امریکہ کے خدشات کو دور کرنا ہے اس لئے اختیارات کے توازن کے پردے میں اسلامائزیشن کے حوالہ سے امریکہ کو خوش کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اور اس پر پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ دونوں کی قیادتیں متفق ہو چکی ہیں۔

نفاذ اسلام کی جدوجہد کے سلسلہ میں مولانا زاہد الراشدی نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ نفاذ اسلام کی موجودہ جدوجہد جس کا آغاز قیام پاکستان کے بعد سے ہی ہو گیا تھا ناکام ہو چکی ہے۔ اور اب اس میں مزید پیش رفت نہیں ہو رہی ہے بلکہ اب تک ہونے والے اقدامات بھی خطرات سے دو چار ہو چکے ہیں۔ دینی حلقوں نے اس جدوجہد کے لئے تین راستے اختیار کئے تھے اور اب تینوں راستے بند ہو چکے ہیں پارلیمنٹ کے اندر جمہوری عمل کے ذریعہ نفاذ اسلام کے اقدامات کا راستہ اختیار کیا گیا قرارداد مقاصد کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی مطلق حاکیت تسلیم کرنا اور 73ء کے دستور میں اسلام کو سرکاری مذہب قرار دے کر تمام قوانین کو قرآن و سنت کے سانچے میں ڈھالنے کی ضمانت اس سلسلہ کی اہم کامیابیاں تھیں لیکن موجودہ پارلیمنٹ نے قرآن و سنت کی بالادستی سے سیاسی نظام اور حکومتی ڈھانچے کو مستثنیٰ قرار دے کر ان تمام اقدامات پر خط تنسیخ کھینچ دیا ہے۔

نفاذ اسلام کے لئے اعلیٰ عدالتوں سے بھی استفادہ کیا گیا اور اس سلسلہ میں وفاقی شرعی عدالت سندھ ہائیکورٹ اور لاہور ہائیکورٹ کے بعض فیصلے بنیادی اہمیت کے حامل ہیں لیکن ان سب کو سپریم کورٹ میں چیلنج کیا جا چکا ہے اور سپریم کورٹ کی ساخت اور ہیئت ترکیبی کی بنیاد چونکہ اسلامی قوانین کی بجائے مروجہ قانونی نظام ہے اس لئے اس سے اسلامائزیشن کے حق میں کسی عملی اور موثر فیصلہ کی توقع رکھنا خود فریبی کے مترادف ہو گا اور اگر سپریم کورٹ میں وفاقی شرعی عدالت اور دیگر اعلیٰ عدالتوں کے فیصلوں کو صراحتاً ختم نہ کیا جا سکا تب بھی ڈیڈ لاک کی موجودہ صورت حال برقرار رہے گی۔

دینی حلقوں نے عوامی دباؤ اور سٹریٹ پاور کے زور پر حکومتوں سے اسلامی اقدامات حاصل کرنے کا طریق کار بھی آزمایا ہے جس میں انہیں بعض کامیابیاں حاصل ہوئی ہیں لیکن شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کے اضافہ کے سوال پر اس غبارے کی ہوا بھی خارج ہو گئی ہے۔ اب سٹریٹ پاور کے ہتھیار کو دوبارہ استعمال کرنا دینی قوتوں کے لئے پہلے کی طرح آسان نہیں رہا۔

مغربی میڈیا اور امریکی وزارت خارجہ کے جنوبی ایشیا ڈیسک کی پشت پناہی سے پاکستان میں سیکولر سیاست پوری طرح منظم ہو چکی ہے اور وہ مذہبی حلقوں سے دو بدو جنگ کے لئے "فارم" میں ہے جبکہ دینی حلقوں کی قیادتیں باہمی بے اعتمادی' غلط ترجیحات' مسائل کے عدم ادراک اور نظریاتی جنگ کی نئی تکنیک سے بے خبری کے باعث دفاعی پوزیشن پر آگئی ہیں اور اب انہیں ایک لمبے عرصے تک اسلامائزیشن کے سابقہ اقدامات کے تحفظ کی جنگ لڑنا ہو گی۔ دینی قیادتوں کو اس صورت حال کا سنجیدگی کے ساتھ جائزہ لینا ہو گا اور اپنے طریق کار اور ترجیحات میں بنیادی تبدیلیاں کرنا ہوں گی ورنہ وہ نفاذ اسلام کی جدوجہد کے ساتھ انصاف نہیں کر سکیں گی۔

ورلڈ اسلامک فورم کے قیام اور اس کی ضرورت کے متعلق انہوں نے کہا کہ ورلڈ اسلامک فورم کوئی مستقل جماعت نہیں بلکہ محض ایک فکری اور نظریاتی فورم ہے جس کا دائرہ کار تین مقاصد تک محدود ہے۔ ایک یہ کہ اسلام اور دینی تحریکات کے بارے میں مغربی میڈیا کی معاندانہ مہم کا تفصیل کے ساتھ جائزہ لیا جائے اور اس کے توڑ کے لئے سائنٹفک بنیاد پر کام کو منظم کیا جائے دوسرا یہ کہ عالم اسلام کی دینی تحریکات کے درمیان رابطہ اور مشاورت کا اہتمام کیا جائے تاکہ وہ ایک دوسرے کے تجربات سے استفادہ کر سکیں اور تیسرا یہ کہ یورپ اور امریکہ میں مقیم مسلمانوں بالخصوص نئی نسل کو ان کی دینی ضروریات کے مطابق وہاں کی زبانوں میں لٹریچر اور آڈیو کیسٹوں کے کورسز مہیا کئے جائیں تاکہ مسلمانوں کی نئی نسل کا دین کے ساتھ رشتہ برقرار رہ سکے۔ ان مقاصد کے لئے لندن میں ورلڈ اسلامک فورم کا ہیڈ کوارٹر قائم کیا جا رہا ہے جو سال رواں کے وسط میں انشاء اللہ العزیز کام شروع کر دے گا اور ان مقاصد کے حوالہ سے 18 جولائی 93ء کو لندن یونیورسٹی کے لوگن ہال میں ورلڈ اسلامک فورم کے زیر اہتمام ایک کانفرنس کا اہتمام بھی کیا جا رہا ہے جس میں عالم اسلام کی اہم علمی شخصیات شریک ہوں گی انشاء اللہ۔

جمعیت علماء اسلام پاکستان سے اپنی علیحدگی کے متعلق مولانا زاہد الراشدی نے کہا کہ میں نے جمعیت علماء اسلام سے علیحدگی اختیار نہیں کی بلکہ عہدہ قبول کرنے سے معذرت کی ہے اور اب بھی جمعیت علماء اسلام میں بطور رکن شامل ہوں جس کے امیر حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی ہیں۔ البتہ میں نے اپنی سرگرمیوں کو فکری اور تعلیمی امور کے دائرہ میں محدود کر لیا ہے جو خود جمعیت علماء اسلام کے مقاصد میں شامل ہیں۔ میرے اوقات کار کی ترتیب یہ طے ہوئی ہے کہ انشاء اللہ العزیز سال کے چار ماہ جون سے ستمبر تک ورلڈ اسلامک فورم کے کاموں کے لئے لندن میں رہوں گا اور آٹھ ماہ اکتوبر سے مئی تک گوجرانوالہ میں شاہ ولی اللہ یونیورسٹی کی خدمت کروں گا جس کی تعلیمی کونسل کا چیئرمین ہوں اور جو اب کافی مراحل طے کر چکی ہے۔

شاہ ولی اللہ یونیورسٹی کے پراجیکٹ کے سلسلہ میں مولانا زاہد الراشدی نے کہا کہ شاہ ولی اللہ

یونیورسٹی کا آغاز گوجرانوالہ سے لاہور جاتے ہوئے اٹاوہ ریلوے کراسنگ کے ساتھ دو سو ساٹھ کنال اراضی پر کیا گیا ہے۔ ابوبکر بلاک کے نام سے ایک بڑا تعلیمی بلاک تعمیر ہو چکا ہے جس میں انٹرمیڈیٹ کی فرسٹ ائر اور سیکنڈ ائر کی دو کلاسوں کے علاوہ اس وقت درس نظامی کے فضلاء کے لئے ایم اے کی تین سالہ کلاس جاری ہے۔ اس کلاس کے لئے نیا داخلہ رمضان المبارک کے فورا بعد کیا جارہا ہے۔ یونیورسٹی پر اب تک اسی لاکھ روپے سے زائد رقم خرچ ہو چکی ہے اور اس کے تمام اخراجات گوجرانوالہ کے اصحاب خیر کے تعاون سے پورے کئے جارہے ہیں۔ ہمارا مقصد ایک ایسی پود تیار کرنا ہے جو جدید تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم و تربیت سے بھی بہرہ ور ہو اور ایک باکردار مسلمان اور محب وطن شہری کے طور پر معاشرہ کا قابل فخر حصہ بن سکے۔

(بشکریہ روزنامہ نوائے وقت لاہور۔ ۳ مارچ ۱۹۹۳ء)

حضرت مولانا عبدالحق کا انتقال پر ملال

گزشتہ دنوں یہ افسوسناک اطلاع ملی کہ پاکستان سے میری غیر حاضری کے دوران حیدر آباد سندھ کے بزرگ عالم دین حضرت مولانا عبدالحق کا انتقال ہو گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون - مرحوم ہمارے محترم بزرگ اور درد دل سے بہرہ ور حق گو عالم دین تھے مجلس احرار اسلام اور جمعیتہ علماء اسلام کے پلیٹ فارم پر متعدد دینی تحریکات میں سرگرم حصہ لیا اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں جامعہ مفتاح العلوم گھاس مارکیٹ حیدر آباد کے ناظم کی حیثیت سے بھی طویل عرصہ خدمات سرانجام دیں اللہ تعالی ان کی مغفرت فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق سے نوازیں۔ آمین یاالہ العالمین۔ (مدیر اعلی)